محمد وسیم اختر مفتی

# حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

تاریخ اسلامی میں حضرت ضمام (ضمضام: ابن خلدون) بن ثعلبہ کے قبول اسلام کا قصہ بیان ہوا ہے، تاہم بعد کے حالات کی تفصیل نہیں ملتی۔ ان کا تعلق عدنانی قبیلہ بنوسعد بن بکر سے تھا، اس لیے سعدی کہلاتے تھے۔ سعد بن بکر قبیلۂ بنوہوازن کے بانی ہوازن بن منصور کے پوتے تھے، قیس بن عیلان (یا قیس عیلان) ان کے چھٹے اور نزار بن معد نویں جد تھے۔ بنوہوازن کی باقی دوشاخیں سعد کے بھائیوں —— معاویہ بن بکر اور منبہ بن بکر —— سے منسوب تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ حلیمہ سعدیہ بنت ابوذؤیب بنوسعد سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ ایسی نسبت تھی جس کی بنا پر بنوسعد اپنے پچیروں، یعنی بقیہ بنوہوازن کے آگے بجا طور پر فخر کرتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق سیدہ حلیمہ کے شوہر حارث بن عبدالعزیٰ کی کنیت ابوکبشہ تھی، اوران سے نسبت رضاعت رکھنے کی وجہ سے عرب آپ کو ابن ابوکبشہ کے نام سے پکارتے تھے۔ فتح مصر کے بعد بنوسعد مصر گئے اور وہاں پر آباد بنوکہلان کی اولاد بنوجذام بن عدی کے ساتھ گھل مل گئے۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ کچھ لوگوں کو وہم ہوا اور انھوں نے حضرت ضمام کا تعلق بنوتمیم سے جوڑ دیا جو درست نہیں۔ مضر بن نزار پر حضرت ضمام کا شجرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ نسب سے جا ملتا ہے، مضر آپ کے اٹھارویں جد تھے۔ بغوی کا کہنا ہے کہ حضرت ضمام کوفہ میں رہتے تھے۔

ابن اسحاق کے بقول ۹ھ میں اور واقدی وابن سعد کی روایت کے مطابق رجب ۵ھ میں قبیلۂ بنوسعد نے دین اسلام کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے اپنے ایک اہم فرد ضمام بن ثعلبہ کو آپ کی طرف روانہ کیا۔ حضرت ضمام قوی جسم کے مالک تھے، ان کے سر پر گھنے بال تھے اور انھوں نے دو چوٹیاں کر رکھی تھیں۔ ان کی آمد کی تفصیل حضرت انس بن مالک

رضی اللہ عنہ یوں روایت کرتے ہیں: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھے تھے کہ اونٹ پر سوار ایک شخص آیا، اونٹ کو مسجد میں (مسجد کے دروازے پر، مستدرک حاکم، رقم ۴۳۸۰) بٹھا کر اسے رسی باندھی، پھر ہم سے پوچھا: تم میں سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہمارے درمیان تشریف فرما تھے۔ ہم نے جواب دیا: یہ سرخ وسفید صاحب جو تکیہ لگائے ہوئے ہیں، ابن عبدالمطلب ؟ اس نے وضاحت چاہی۔ آپ نے فرمایا: ہاں، میں سن رہا ہوں۔ اس نے کہا: میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا اور سوال پوچھنے میں سختی سے کام لوں گا، آپ دل میں ملال نہ رکھیے گا۔ فرمایا: پوچھو، جو جی میں آتا ہے، میں برا نہیں مناؤں گا۔ وہ بولا: میں آپ کے رب اور آپ سے پہلوں کے معبود کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، بالکل۔ پھر سوال کیا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم دن رات میں پانچ نمازیں پڑھیں؟ جواب فرمایا: ہاں، اللہ! تو گواہ ہے۔ اگلا سوال تھا: میں اللہ کا نام لے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم سال کے اس مہینے، رمضان میں روزے رکھیں؟ ارشاد فرمایا: یقیناً۔ پھر دریافت کیا: میں اللہ کے واسطے سے پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ ہی نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم اپنے مال داروں سے زکوٰۃ لے کر اپنے غربا میں بانٹ دیں؟ ''بالکل''، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب تھا۔ وہ بولا: میں اس دین پر ایمان لایا جو آپ نے پیش کیا، میں پیچھے موجود اپنی قوم کا ایلچی، ضمام بن ثعلبہ ہوں، قبیلۂ بنوسعد کا ایک فرد (بخاری، رقم ۶۳، نسائی، رقم ۲۰۹۳)۔ مسند احمد، مستدرک حاکم اور کتب سیر میں قصۂ ضمام کی روایت کے الفاظ قدرے اختلاف کے ساتھ اس طرح ہیں: میں آپ کو اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو آپ کا اور آپ سے پہلے گزرنے والے اور آپ کے بعد آنے والے لوگوں کا معبود ہے، کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم اکیلے اسی کی عبادت کریں، کسی کو بھی اس کے ساتھ شریک نہ ٹھیرائیں اور اپنے پاس سے گھڑے ہوئے ان ہم سروں کا طوق گردن سے اتار پھینکیں جن کی ہمارے آباو اجداد پوجا کرتے آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ گواہ ہے، بالکل۔ آپ نے اسلام کے فرائض، زکوٰۃ، روزہ، حج ایک ایک کر کے بتائے۔ ہر فرض کے ذکر پر ضمام آپ کو قسم دے کر اس کی تصدیق کرتے، جس طرح پہلے کر چکے تھے۔ آپ اپنا بیان مکمل کر چکے تو ضمام پکارے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، دراں حالیکہ وہ اکیلا ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ میں یہ فرائض ادا کروں گا، ان ممنوعات سے اجتناب کروں گا جن سے آپ نے منع فرمایا ہے اور اپنی طرف سے کوئی کمی وبیشی نہ کروں گا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہمیں قرآن مجید میں اللہ کی طرف سے حکم ہوا تھا کہ

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سوالات نہ کریں، اس لیے بڑا تعجب ہوا کہ ایک بدو آپ سے سوال پہ سوال کیے جا رہا ہے اور ہم سن رہے ہیں۔اس بدو نے (ہر سوال کے شروع میں کہا کہ) آپ کے بھیجے ہوئے معلم نے یوں بتایا ہے (پھر ارکان اسلام میں سے ہر ایک کی آپ کی زبان مبارک سے تصدیق کرائی) (نسائی، رقم ۲۰۹۳)۔(آپ سے مذاکرہ کرنے کے بعد) حضرت ضمام واپس جانے کے لیے اونٹ کی طرف بڑھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دو چوٹیوں والا اپنے قول میں سچا ثابت ہوا تو جنت میں جائے گا۔انھوں نے اونٹ کی رسی کھولی اور روانہ ہو گئے۔اپنی قوم میں پہنچے تو لوگ ان کے پاس اکٹھے ہو گئے۔پہلی بات جوان کے منہ سے نکلی، یہ تھی کہ کیا ہی برے ہیں لات اور عزیٰ۔قوم کا جواب تھا: رکیے، ضمام، پھل بہری سے ڈریے، کوڑھ پن سے ڈریے، پاگل پن لاحق ہونے سے ڈرو۔حضرت ضمام بولے: بربادی ہو! یہ لات و عزیٰ نقصان پہنچاتے ہیں نہ نفع۔اللہ نے ایک رسول مبعوث کیا ہے اور اس پر ایک کتاب نازل کی ہے۔ان گمراہیوں سے تمھیں نکال دیا ہے جن میں تم مبتلا تھے۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔میں آپ کے پاس سے وہ احکام لایا ہوں جو آپ نے کرنے کو کہے ہیں اور وہ ممنوعات جنھیں کرنے سے روکا ہے۔اس دن حضرت ضمام کے قبیلے کی کوئی عورت، کوئی مرد ایسا نہ رہا جس نے اسلام قبول نہ کیا ہو۔حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جتنے وفود آئے، ہم نے نہیں سنا کہ حضرت ضمام کی قوم سے بہتر کوئی قوم ہو (احمد، رقم ۲۳۸۰، مستدرک حاکم، رقم ۴۳۸۰)۔انھوں نے مسجدیں تعمیر کیں اور اذان دینے کا سلسلہ شروع کر دیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

سیاق کلام سے پتا چلتا ہے کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب عزیٰ کا بت پاش پاش نہ ہوا تھا۔حضرت ضمام فتح مکہ سے پہلے پہلے اپنی قوم میں واپس پہنچ گئے ہوں گے، کیونکہ فتح کے بعد ہی حضرت خالد بن ولید نے مشرکوں کے اس معبود کو ریزہ ریزہ کیا تھا (ابن کثیر)۔روایت میں حج کا ذکر کسی راوی نے شامل کر دیا ہے، کیونکہ حج اس وقت تک فرض نہ ہوا تھا (ابن قیم)۔حضرت عمر فرمایا کرتے تھے: میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے حضرت ضمام سے زیادہ بلیغانہ اختصار کے ساتھ، ان سے بہتر طریقے پر آپ سے سوال پوچھا ہو۔امام بخاری کہتے ہیں کہ حدیث ضمام سے علما نے اس بات پر استشہاد کیا ہے کہ شیخ کو سبق سنا کر سیکھا جا سکتا ہے، یعنی یہ حصول علم کا ایک ذریعہ ہے۔حضرت ضمام نے اپنی قوم کو یہی تعلیم دی تو سب نے اسے مان لیا (بخاری، کتاب العلم: ۶)۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نجد کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

حاضر ہوا۔اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے،ہمیں اس کی آواز کی بھنبھناہٹ سنائی دیتی تھی،لیکن کہی بات سمجھ میں نہ آتی تھی۔وہ آپ کے قریب ہوا تو معلوم ہوا کہ اسلام کے بارے میں استفسارات کر رہا ہے۔(ارکان اسلام بتاتے ہوئے) آپ نے فرمایا: دن اور رات میں پانچ نمازیں،تو اس نے پوچھا: کیا اور کوئی نماز بھی مجھے پڑھنی ہوگی؟ فرمایا: نہیں،نوافل البتہ پڑھ سکتے ہو۔پھر فرمایا: رمضان کے روزے۔پوچھا: ان کے علاوہ؟ جواب ارشاد ہوا: نفلی روزہ رکھ سکتے ہو،پھر آپ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا تو اس نے وہی سوال دہرایا: مالی واجبات میں سے کچھ اور؟ فرمایا: نفلی صدقہ کے سوا کچھ نہیں۔وہ شخص یہ کہتے ہوئے واپس مڑ گیا: واللہ، میں ان فرائض میں کوئی کمی وبیشی نہ کروں گا۔آپ نے فرمایا: اس نے اپنی بات سچ کر دکھائی تو فلاح پا جائے گا (بخاری، رقم ۴۶، مسلم، رقم ۱۱)۔'کتاب العلم: ۶' میں امام بخاری کی نقل کردہ تعلیق سے قاضی عیاض نے استدلال کیا ہے کہ اس حدیث کے سائل حضرت ضمام بن ثعلبہ ہی تھے۔ ابن عربی اور شارح بخاری ابن بطال کا بھی یہی خیال ہے۔قرطبی کہتے ہیں کہ یہ دو الگ الگ اشخاص تھے،انھیں ایک فرد قرار دینا خواہ مخواہ کی زبردستی ہے۔ابن حجر نے بھی اس کی تائید کی۔ابن اسحاق اور ابن سعد نے حضرت ضمام بن ثعلبہ کے حالات بیان کرتے ہوئے حضرت طلحہ کی اس روایت کا ذکر نہیں کیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)،الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)،تاریخ الامم والملوک (طبری)،دلائل النبوۃ (بیہقی)،الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)،المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)،اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)،الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)،البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)،نہایۃ الارب فی فنون الادب (شہاب الدین نویری)،تاریخ الاسلام (ذہبی)،زاد المعاد (ابن قیم)،کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر (ابن خلدون)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر) اور شرح المواہب اللدنیہ (زرقانی)۔